# ۲۔ لندن کی ہوا

**اکبرؔ الٰہ آبادی**

**پہلی بات :** ایک مشہور کہاوت ہے 'کوا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی بھول گیا'۔ یہ بات انگریزوں کے دورِ حکومت میں ان کی نقل کرنے والوں پر صادق آتی ہے۔ اس زمانے میں لوگوں نے انگریزوں کے افکار و خیالات اور رہن سہن کے طریقے بڑی تیزی سے اپنائے۔ بلا شبہ انگریزوں نے ہمارے ملک کو بہت سی نئی چیزوں سے روشناس کرایا مگر سکے کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ان کی تہذیب کو اپنانے کی دھن میں لوگ اپنی تہذیب اور مذہبی قدروں سے دور ہوتے چلے گئے۔ ذیل کی نظم میں شاعر نے اسی صورتِ حال پر افسوس ظاہر کیا ہے۔

**جان پہچان :** اکبر حسین اکبرؔ الٰہ آبادی ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ وہ اُردو کے مشہور طنز و مزاح نگار تھے۔ انھوں نے غزلیں بھی کہیں اور نظمیں بھی۔ انھوں نے اپنی شاعری میں مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کو طنز کا نشانہ بنایا اور تعمیری، مقصدی و اصلاحی شاعری کو رواج دیا۔ سلاست، روانی، لطفِ بیان، طنز و ظرافت ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔

عشرتی گھر کی محبت کا مزہ بھول گئے
کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے

پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی
کیک کو چکھ کے سیویّوں کا مزہ بھول گئے

موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے

بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو
کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے

نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمھارے دل میں
اور یہ نکتہ کہ مری اصل ہے کیا، بھول گئے

کیا تعجب ہے کہ لڑکوں نے بھلایا گھر کو
جب کہ بوڑھے روشِ دینِ خدا بھول گئے

**خلاصہ :** شاعر نے اس نظم میں اپنے بیٹے عشرت حسین کی شخصیت میں نمایاں ہونے والی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ شاعر اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ لندن جا کر تم نے اپنے گھر کی محبت کا مزہ بھلا دیا۔ تم ہوٹل میں پہنچے تو تمھیں عید کی پروا نہ رہی۔ وہاں کے کیک چکھنے کے بعد تم سیویوں کا مزہ بھول گئے۔ وہاں کی عورتوں کو تم نے اپنے ملک کی عورتوں سے بہتر سمجھا۔ اپنے وطن کے لوگوں سے تمھاری محبت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ تم نے اپنے بزرگوں کی مہربانیوں اور شفقتوں کو بھی فراموش کر دیا۔ مغربی قوموں کی تہذیب تم کو اس قدر پسند آئی کہ تم نے اپنی حقیقت کو نظر انداز کر دیا اور تمھیں یہ بات یاد نہ رہی کہ ہم بہرحال مغربی قوموں سے مختلف ہیں۔ آخر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ نوجوانوں نے مغرب کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ملک کو بھلا دیا، اس پر تعجب کیوں کیا جائے جبکہ بزرگ بھی اپنے دین و مذہب سے دور ہو گئے ہیں۔

## معانی واشارات

| | | |
|---|---|---|
| موم کی پتلیاں | مراد انگریز عورتیں | British women |
| بخل | کنجوسی | Miserliness |
| جود وعطا | بخشش، سخاوت، عنایت | Reward |
| ترنگ | جوش، لہر | Craze |
| روش | طریقہ، ڈھنگ | Ways, tradition |

## مشقی سرگرمیاں

نظم کو غور سے پڑھیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق حل کیجیے۔

✧ شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

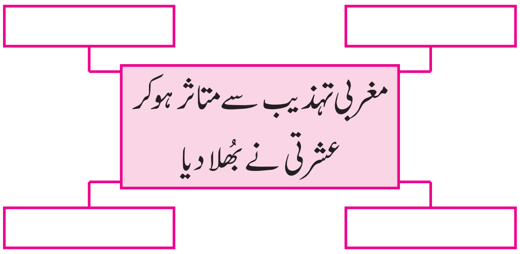


✧ شاعر نے جن چیزوں کا جن چیزوں سے موازنہ کیا ہے، دونوں کو آمنے سامنے تحریر کیجیے۔

✧ بزرگوں کی عنایات کو بھول جانے کا نتیجہ لکھیے۔

✧ مغرب کی نقالی کا نتیجہ تحریر کیجیے۔

✧ شاعر کو جس بات پر تعجب نہیں ہے، اسے اور اس کی وجہ کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

✧ نظم کے آخری شعر میں آنے والے ضد کے الفاظ لکھیے۔

✧ نظم کے قافیوں میں چار نئے قافیوں کا اضافہ کرکے لکھیے۔

✧ تم اپنے وطن کے لوگوں سے پوری طرح وفادار نہیں ہو۔ نظم سے اس مفہوم کا مصرع تلاش کرکے لکھیے۔

✧ 'کھاکے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے' سے شاعر کی مراد لکھیے۔

✧ نظم کی مدد سے نقل مغرب کی دو مثالیں لکھیے۔

✧ نظم سے وہ شعر تلاش کرکے لکھیے جس میں شاعر لڑکوں اور بوڑھوں کے کردار پر افسوس ظاہر کرتا ہے۔

### استعارہ (Metaphor)

نظم میں یہ شعر آپ پڑھ چکے ہیں۔

موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے

اس شعر میں 'موم کی پتلیوں' سے انگلستان کی گوری عورتیں مراد ہیں یعنی عورتوں کو موم کی پتلیاں کہا گیا ہے۔
'چمنِ ہند' سے ملک ہندوستان مراد لی گئی ہے یعنی ہندوستان کو 'چمن' کہا گیا ہے۔ اسی طرح چمن کی 'پریوں' سے ہندوستانی عورتیں مراد ہیں۔ یہاں ایک چیز/شخص کو دوسری چیز/شخص کہا گیا ہے۔

عورتیں - پتلیاں/پریاں
ہندوستان - چمن

اس طرح ایک چیز یا شخص وغیرہ کو دوسری چیز یا شخص کہنا شاعری کی زبان میں 'استعارہ' کہلاتا ہے۔

دوسری مثالیں آپ پڑھ چکے ہیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا، ہم سایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا ، وہ پاسباں ہمارا

یہاں ہندوستان کو گلستاں، ہندوستان کے لوگوں کو بلبلیں اور پربت کو سنتری کہا گیا ہے۔ یہ بھی استعارے ہیں۔